مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ

پاکستان میں اسلامی حدود و قوانین کا نفاذ

سعودی عرب کے
جدّہ یونیورسٹی
میں قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا مفتی
محمود مدظلہٗ کا
بصیرت افروز خطاب

پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیۃ العلماء اسلام کے اولوالعزم قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ نے پچھلے دنوں سعودی عرب اور عرب امارات کا نہایت کامیاب دورہ فرمایا۔ اس دورہ میں ہر جگہ آپ کو وہاں علماء، مشائخ مدارس دینی و تعلیمی مراکز اور عام مسلمانوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا، شاندار استقبالئے دیئے گئے اور اہم مقامات پر حضرت مفتی صاحب نے پاکستان کے حالات بالخصوص اسلامی قوانین کیطرف پیش رفت پر عالمانہ خطاب بھی فرمایا۔ اس سلسلہ میں ہم ۲۶ اپریل کو ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدّہ کی یونیورسٹی ہال میں حضرت مفتی صاحب کے خطاب کو شائع کر رہے ہیں جسے حضرت مفتی صاحب کے رفیق سفر محب مکرم مولانا قاری سعیدالرحمان صاحب راولپنڈی نے خاص طور سے قارئین الحق کے لئے مرتب فرمایا۔

—— ادارہ ——

آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا: اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلا وربك لا يؤمنون حتى

جناب صدر محترم اور معزز دوستو! اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے آج اس ارضِ مقدس میں آپ حضرات کی ملاقات نصیب فرمائی یقیناً میرے لئے آپ کی ملاقات باعثِ مسرت ہوگی، اسوقت پاکستان کے مسلمانوں نے عظیم قربانیوں کے بعد اسلامی قانون کا آغاز فرما دیا ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نظام کو تکمیل تک پہنچا دے آمین۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیغمبرؐ تیرے رب کی قسم کہ یہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جبتک کہ آپ نے تمام اختلافات میں آپ کو اپنا حکم اور ثالث تسلیم نہ کرلیں اور صرف یہ نہیں کہ آپ کو حکم تسلیم کرلیں بلکہ ان کے دل میں کسی قسم کی پریشانی، استعراض زلیغ اور تنگی محسوس نہ ہو اور آپ کے فیصلہ کو تسلیم کرے اور اگر یہ کیفیت

ہے تو مسلمان ہے اور اگر یہ کیفیت نہیں تو رب کی قسم یہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر ہم اس قرآنی حساب کی روشنی میں اپنے حالات کو دیکھیں کہ پاکستان میں مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہے اور کیا تھی تو حقیقت یہ ہے کہ ہم تو مومن ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے انگریز نے اسلامی نظام جو وہاں پہ تقریباً آٹھ سو سال سے نافذ تھا اُسے درہم برہم کر دیا اور انگریز کی غلامی کے دور میں انگریز کی یہ کوشش رہی کہ مسلمان کا تعلق اسلام سے منقطع ہو جائے۔ چنانچہ اس وقت سے بیکہ ہم اسلامی نظام کی رہنمائی سے محروم ہو کر چلے آ رہے ہیں ہم نے تمام نزاعات فوجداری قسم کے ہوں یا دیوانی قسم کے ہوں میں جناب نبی کریم کو اپنا حکم تسلیم نہیں کیا تھا، بلکہ انگریز کے قانون سے نزاعات ہم نے طے کرائے اور پھر ہم مطمئن تھے۔ یہاں تک کہ دو سو برس تک ہمارا یہ عمل جاری تھا، تو یہ بتائیں کہ ہم کس طرح مؤمن کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں میں بہر حال ان لوگوں کو ضرور مستثنیٰ کروں گا جنہوں نے انگریز کے خلاف بدیں نیت کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد پھر یہاں پہ اسلام کا نظام نافذ ہوگا، اس نیت سے جنہوں نے انگریز کے ساتھ آزادی کی جنگ لڑی اور قربانیاں دیں۔ ان لوگوں کو میں ضرور یہ حق دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد جب پاکستان بنا تو پاکستان اس مقصد کے لئے بنا تھا کہ ہم اپنی زندگی میں اسلام کو عملاً نافذ کر دیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے بن جانے کے بعد تیس یا اکتیس برس گزرے اور ہم وہ مقصد حاصل نہ کر سکے جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا اور اسکی وجہ کیا تھی ـــــ؟ یہ ایک بہت تلخ داستان ہے۔ پاکستان بن جانے کے بعد حکمران طبقے کے لوگوں کی ایک معمولی سی اقلیت نے جسے پاکستان میں سیاسی اثر و رسوخ حاصل تھا۔ اور وہ پاکستان پہ سیاسی طور سے مسلّط ہو چکے تھے ان کی زندگیاں اسلام سے بہت دور تھیں وہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے مطابق بنانے پہ قادر نہ تھے۔ تو انہوں نے کوشش یہ کی کہ اسلام کے نام کو استعمال کر لیا جائے سیاسی اغراض کے لئے لیکن عملاً اسلام کا کوئی نام وہاں پہ موجود نہ ہو تاکہ ان کی زندگیاں اسلام سے متاثر نہ ہوں، عوام کی بات تو یہ تھی کہ جب بھی ہم کسی اجتماع سے خطاب کرتے تھے تو وہ سب بآوازِ بلند اسلامی نظام کے قیام کا مطالبہ بھی کرتے تھے اور آواز بھی اٹھاتے تھے۔ لیکن ان کے پاس سیاسی قوت نہیں تھی وہ اس خواہش کو فی الحقیقت عمل میں لانے پہ قادر نہیں تھے۔ تو جو لوگ دل سے اسلامی نظام لانے کے خواہشمند تھے لیکن وہ اپنے ضعف کی وجہ سے اسکو نافذ کرنے پہ قادر نہ تھے تو ان کو بھی اللہ کے سامنے اپنے عذر کو پیش کرنے کا تھوڑا سا حق ملتا ہے۔

ـــــ تو میرے محترم دوستو! اصل بات یہ ہے کہ خواہش کتنی سچی کیوں نہ ہو خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں آتی جب تک اس خواہش کے پیچھے عملی قوت نہ ہو۔ ایک شخص مثلاً زمیندار ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ میرے کھیت میں بہت زیادہ غلّہ پیدا ہو اور پیداوار فی ایکڑ بڑھے، لیکن وہ زمین میں محنت نہیں کرتا، پانی نہیں دیتا،

نہ وقت پہ تخم ڈالتا ہے، نہ رکھوالی کرتا ہے، خواہ اسکی خواہش کتنی بھی شدید کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسکی پیداوار میں اضافہ نہیں کرتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بغیر تخم ڈالے بھی زمین سے پیداوار دے سکتا ہے۔ قدرت کا تو کوئی انکار نہیں کرسکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت اور عادت یہ ہے کہ محنت کا پھل ملتا ہے۔

چونکہ ہمارے اس مطالبے کے پیچھے قوت نہیں تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس مطالبے کو پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عادت تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

اور جب ۱۹۷۷ء میں وہاں پہ ملک گیر تحریک اٹھی تو لوگوں نے قربانیاں دیں خون کے نذرانے پیش کئے اور رو رو کر خدا کے سامنے اپنے آنسو بہائے۔ جیل خانوں کو آباد کیا۔ کاروباری لوگوں نے بازاروں کو بند کیا، کروڑوں کے نقصان کو اپنایا اور اس تحریک کو کامیاب بنایا اور عظیم تحریک میں قربانیاں دینے کے بعد جلد اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو کامیاب کر دیا۔ اور اسلامی نظام کا آغاز فرمادیا اور اس وقت ایک عجیب صورتحال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا بھر کے ملکوں میں اسلامی ملکوں میں اسلامی نظام قانون تقریباً بہت سے ملکوں میں ہے۔ دیوانی مقدمات کی حد تک میں نے جہاں تک دیکھا ہے۔ مراکش میں تیونس میں الجزائر میں لیبیا میں مصر میں عراق اور شام میں تمام عرب ممالک میں اور آپ انڈونیشیا، ملایا تک چلے جائیں اسلامی نظام بحیثیت دیوانی قانون کے نافذ ہے لیکن حدود کی سزائیں مملکت سعودیہ کے سوا کہیں بھی نافذ نہیں ہیں۔ اور پاکستان کا شمار بھی نہیں تھا۔ پاکستان میں تو انگریز نے اسلامی نظام کو مکمل درہم برہم کر دیا تھا۔ نہ دیوانی مقدمات میں نہ فوجداری مقدمات میں اسلامی نظام تھا۔ لیکن جن ملکوں میں دیوانی مقدمات کی حد تک اسلامی قانون نافذ تھا وہاں بھی حدود شرعیہ نافذ نہیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں وہ مرعوب تھے، کفر کی ملعون طاقتوں سے مرعوب تھے۔ ان میں احساس کمتری نمایاں تھا۔ اور سعودی عرب کے سوا تمام اسلامی ممالک یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم چور کی سزا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، نافذ کر دیا تو برطانیہ کیا کہے گا کہ اس مہذب دور میں بیسویں صدی کے آخر میں ہاتھ کاٹنے کی سزا؟ یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے۔ اور چودہ سو سال قبل یہ اُن غیر مہذب قسم کے لوگوں کے لئے وحشی دور کا قانون تھا۔ نعوذ باللہ یہ مہذب دور میں ہاتھ کاٹنے کی سزا برطانیہ کے لوگ کیا کہیں گے۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے زناء پر زانی کے لئے سنگسار ہونے کی سزا کا اعلان کر دیا تو امریکہ ہنسے گا۔ اور اگر شراب پینے پہ اسی ۸۰ کوڑوں کی سزا نافذ کر دی تو روس ہنسے گا۔ اور اگر ہم نے ڈاکہ کے ہاتھ اور پاؤں دونوں کاٹنے کی سزا نافذ کر دی تو ہم پہ چین ہنسے گا۔ دنیائے کفر کی ملعونیات پہ وہ اسلامی نظام کو نافذ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

میرے محترم دوستو! پاکستان میں وہ قدم جو تمام اسلامی ممالک نہیں اٹھاسکے وہ آخری اور مشکل قدم سب سے پہلے اٹھایا گیا ہے۔ آج وہاں پہ زانی کی سزا اسلامی قانون کے مطابق اگر وہ شادی شدہ ہے تو سنگسار

ہے۔ اور اگر اس کی شادی نہیں ہوئی تو اسکی سزا قرآن کے مطابق سو کوڑے ہے۔ اور اگر کسی پہ زنا کی تہمت بغیر ثبوت کے کسی نے لگائی تو اسکو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ جسطرح ارشاد ہے: والذین یرمون المحصنت ــــ اور مدت العمر تک اسکی گواہی قبول مت کرو۔ اسطرح ڈاکو کی سزا بھی قرآن میں ہے۔ ارشاد ہے: انما جزاء الذین ـ الخ تو قرآن نے چار سزائیں بتائی ہیں ان کے لئے جو کہ زمین میں فساد کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے امن کو خراب کرتے ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ڈاکہ اگر ڈالدیا اور کسی کو قتل بھی کر دیا اور مال ہاتھ نہ آیا۔ اور دوسری صورت میں کہ قتل بھی کیا اور مال بھی چھین لیا۔ تیسری صورت میں مال چھینا اور قتل نہ کیا اور چوتھی صورت کہ حملہ بھی ناکام ہوگیا۔ تو پہلے کی سزا کہ ان یقتلوا۔ اسکو قتل کر دو قصاص میں اور دوسری صورت میں ان یصلبوا قتل بھی کر دو اور لاش بھی لٹکا دو، تاکہ عبرت کا سامان پیدا ہو۔ اور تیسری صورت میں اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دو۔ او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف ــــ اسکی سزا چور سے سخت ہے۔ کیونکہ چور آپ کی غیر موجودگی میں چوری کرتا ہے۔ اور یہ تو زبردستی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ اور من خلاف کا حکم دیا تاکہ توازن قائم ہو سکے چور اور ڈاکو کے درمیان میں۔ اور چوتھی صورت میں او ینفوا من الارض ــــ اس کو ملک بدر کر دو یا عمر بھر کے لئے قید کر دو تاکہ معاشرے میں دوبارہ واپس نہ آسکے۔ معاشرے سے اسکو نکال دو۔

اب یہ چاروں سزائیں پاکستان میں نافذ ہو چکی ہیں اور السارق والسارقۃ ـ الخ غرض یہ کہ یہ سزائیں حدود اربعہ ہیں۔ حد الزنا بقسمین ــــ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا اور حد قذف یعنی قاذف ــــ بہتان تراشنے والے کو اسی کوڑوں کی سزا اور حد شرب خمر شراب پینے والے کے لئے، اسی کوڑوں کی سزا اور حد سرقہ چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا۔ یہ چاروں یا پانچوں سزائیں اب آج پاکستان کا قانون بن چکی ہیں۔ تو دیوانی مقدمات ابھی نہیں ہوئے لیکن جو مشکل قدم تھا وہ اٹھ گیا ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ دیوانی مقدمات کو شریعت کے مطابق بنانے میں تو تکلیف ہی نہیں ہے۔ کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ تو غرض یہ کہ آج ہم کو دنیائے کفر سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ڈٹ کر ایمانی قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ہم کہتے ہیں کہ لندن جو دنیا میں ایک بڑا مرکز سمجھا جاتا ہے، یعنی فن کا مرکز علم کا مرکز ثقافت اور تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اور وہاں پر ایک کروڑ کے قریب انسان بستے ہیں۔ لیکن آپ کو کیا بتاؤں کہ دنیا میں سب سے زیادہ چوریاں، بدمعاشی، بے حیائی، علانیتی لندن میں ہوتی ہے۔ اب چوری کی سزا ہر جگہ پر ہے خواہ وہ اسلامی ملک ہو یا غیر اسلامی۔ چوری قانوناً لندن میں بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن ایک شخص مثلاً وہاں پہ چوری کرتا ہے۔ مثلاً ایک لاکھ پاؤنڈ چوری ہے۔ جو کہ تقریباً بیس لاکھ روپے بنتے ہیں۔ لیکن وہ اسکی سزا میں جیل میں صرف چھ ماہ قید ہوتا ہے۔ اور چھ ماہ میں روٹی کپڑا اور مکان جیل والوں کے ذمہ ہے۔ وہ خود اس سے فارغ ہے۔ اور چھ ماہ قید میں گذارنے کے بعد جب گھر آتا ہے۔ تو اور

سزا میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ مثلاً سزا بھی چار ماہ ہو جائے تو وہ تو کہے گا کہ میں نے چار ماہ آرام سے گذارے اور بیس لاکھ روپے بھی کمائے، اور اگر میں ملازمت کرتا، مزدوری کرتا تو میں بیس ہزار روپے بھی نہیں کما سکتا تھا اور یہ تو میں نے بیس لاکھ روپے کمائے ہیں۔ یہ سودا بڑے فائدے کا سودا ہے، خسارے کا سودا نہیں۔ تو پھر وہ لازماً ایک دوسری چوری کی تیاری کرے گا۔ تو غیر اسلامی سزائیں تو جرائم کی تربیت کا ذریعہ ہیں نہ کہ ختم کرنے کا، اصل میں سزا اس لئے قائم کی ہے کہ سزا میں حکمت ہے انسداد جرم کی۔ تو اسلامی سزاؤں میں انسداد جرم ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے میں باہر سے یہاں پر حج یا عمرہ کرنے کے لئے آتا ہوں تو یہاں پر رہتے ہوئے میں کبھی کسی کا ہاتھ کٹا ہوا تو نہیں دیکھتا۔ اور پاکستان میں لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پر اگر لوگوں کے ہاتھ کٹنے لگ گئے تو مزدور پھر کہاں سے لائیں گے اور کارخانوں میں کون کام کرے گا۔ اور پاکستان ٹنڈوں کا ملک بن جائے گا۔ لیکن اس شخص کا ہاتھ ضرور کاٹنا چاہیئے جسکا ہاتھ اتنا لمبا ہو جائے کہ دوسرے مسلمان کے گھر تک اس کا ہاتھ پہنچ جائے، تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے تو توازن قائم ہوگا۔ اور میں نے سعودیہ میں کبھی ٹنڈوں کی جماعت نہیں دیکھی اور نہ حرم میں کوئی ٹنڈا دیکھا۔ حالانکہ وہاں پر لوگوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ اور عملاً بھی یہاں پر دوکاندار دوکان کھلی چھوڑ کر نماز پڑھنے جاتے ہیں، کاریں رات کو بازاروں میں گلیوں میں کھڑی کر دیتے ہیں کسی مکان میں گیراج بھی نہیں ہے۔ پاکستان میں تو مکان بنتا نہیں جب تک اس میں گیراج نہ ہو اب حج میں یہاں پر کتنا رش ہوتا ہے۔ لیکن لوگ دوکانوں کے سامنے کپڑے باندھ کر چلے جاتے ہیں۔ تو یہ سب اسلامی قانون کا نتیجہ ہے۔ اور ہم آج یہ بات فخر سے کہتے ہیں کہ اگر آج سعودیہ میں ایک نوجوان عورت زیورات سے لدی ہوئی ہو اور سعودیہ کے ایک کنارے سے چلتی ہے دوسرے کنارے تک اور صحراؤں میں شہروں میں چلتی ہے لیکن اس پر کوئی ہاتھ ڈالنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا یہ سب اسلامی قانون کا نتیجہ ہے۔ اب اسوقت ساری دنیا میں سعودیہ واحد ملک ہے جرائم کی کمی کے لحاظ سے اور یہ اسلامی قانون نافذ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اب ہم اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا تو دوسرے آدمی کو کہہ سکتے ہیں کہ بھائی ہمارے ملک میں تو اتنے مقدمے درج ہوئے اور آپ کے ملک میں کتنے درج ہوئے۔ تو جرائم کا سدباب سزاؤں میں سختی کیوجہ سے ہوتا ہے۔ اور اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کسی کو زبردستی سزا دی جاتی۔

جناب نبی کریمؐ کے عہد میں مدینہ طیبہ میں دس سال میں صرف ایک ہاتھ کٹا وہ ایک عورت تھی۔ بنو مخزوم کے کے قبیلہ کی اور قریش کے خاندان کی ایک معزز عورت تھی، اس نے چوری کی چوری ثابت ہوئی تو آپؐ نے حکم فرمایا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو اور یہ اسلام میں پہلا واقعہ تھا۔ تو صحابہ کرامؓ کو معلوم نہیں تھا کہ حدود میں سفارش نہیں چلتی اور اللہ کے پیغمبر کو بھی اللہ کی حد کو رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ بنو مخزوم کے قبیلہ کے لوگوں نے اکٹھے ہو کر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو حضورؐ کے پاس سفارش کے لئے بھیجا اور اسامہؓ حضورؐ کے بہت بڑے مقربین میں سے

تھے اور زید ابن حارثؓ کے بیٹے تھے جنکو لوگ زید بن محمد کہتے تھے، اتنا قرب تھا ان کا حضورؐ سے ۔لیکن جب انہوں نے سفارش کی تو فغضب رسول اللہ وقال یا اسامہ اتشفع فی حد من حدود اللہ والذی نفسی بیدہ لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعنا یدھا ۔

تو حضورؐ غصہ ہوئے اور فرمایا اے اسامہ تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے ۔قسم ہے اس رب کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ۔اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹتا ۔

اور یہ ایک واقعہ ہے، اسطرح اسلام کسی زانی کو زبردستی سنگسار نہیں کرنا چاہتا، لیکن مجرم کو شک و شبہ کا فائدہ نقصان پہنچاتا ہے، اور حضورؐ نے فرمایا کہ جتنی تمہاری طاقت ہو تو حدود کو دفع کرو اور ختم کرتے جاؤ اور حضورؐ کے عہد میں صرف دو سنگسار کے کیس آئے، ایک حضرت معاذؓ کا اور ایک غامدیہ کی ایک عورت کا واقعہ ہے۔ اور یہ دونوں اپنے اقرار سے ہوئے، گواہوں سے نہیں۔ اور زنا کا کیس آج تک چودہ سو سال سے اسلامی ادوار میں گواہوں سے ثابت نہیں ہوا یہ ناممکن ہے ۔ چار گواہ کیسے مل سکتے ہیں۔ اور نکاح کے ثبوت کے لئے شریعت جتنے گواہ مانگتی ہے اتنے مل سکتے ہیں۔ نکاح کی تقریب میں شرکت کرنے والے گواہ بن جائیں گے۔ لیکن زنا کے لئے چار گواہ مقرر کر دئے تاکہ جرم کا ثبوت سخت ہو ۔ اور سزا کے نفاذ سے فائدہ بھی پہنچا ہو۔

تو غامدیہ عورت نے خود حضورؐ کے سامنے اقرار کیا ۔آپؐ نے ٹالا لیکن وہ نہیں ٹلی حضورؐ نے فرمایا کہ تیرے پیٹ میں بچہ ہے تو کہا کہ بچہ ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ بچہ سنگسار سے مرجائے گا ۔ جاؤ جب یہ بچہ پیدا ہوجائے تو اس کے بعد تم کو سنگسار کریں گے، جاؤ گھر بیٹھ جاؤ ۔ اور حضورؐ نے اسکو قید نہیں کیا، اس کو تھانے نہیں بھیجا بلکہ فرمایا جاؤ گھر بیٹھ جاؤ ۔جب بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو کپڑے میں لپیٹا اور پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یہ میرا بچہ ہے ۔خود موت کے لئے آرہی ہے ۔لیکن صداقت کا زمانہ ہے ۔ اس پر گناہوں کا جو بوجھ تھا وہ اس کے ساتھ اللہ کے ہاں نہیں جانا چاہتی تھی ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسکو دودھ کون پلائے گا ۔ جاؤ جب تک یہ کچھ کھاتا نہیں اور صرف دودھ پیتا ہے تو اسکو دودھ پلاؤ۔ اس عورت نے چھ ماہ میں اپنے بچہ کو روٹی کا عادی بنا دیا ۔ اندازہ لگاؤ کہ بچہ چھ ماہ میں کچھ نہیں جانتا اور اس نے اسکو روٹی کا عادی بنا دیا ۔ موت کا پتہ بھی ہے اور کتنی جلدی کرتی ہے ۔ اور آجکل ہمارے ہاں تو عدالت اگر کسی کو سزا موت دے تو وہ معاف بھی ہوسکتی ہے ۔ تو پھر حضورؐ نے کہا کہ اس کا باپ تو نہیں اس کا کفیل کون ہوگا ۔ ایک صحابی نے کہا اس کا کفیل میں بنتا ہوں ۔ اس عورت نے اپنے ہنستے کھیلتے چھ ماہ کے بچہ کو کفیل کے حوالے کر دیا اور خود سنگسار ہونے کے لئے کھڑی ہوگئی ۔ اور جب سنگسار ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا توبہ اتنا بھاری تھا کہ اگر اسکو سارے مدینہ والوں میں تقسیم کر دے تو تب بھی کم نہ ہو ۔ یہ حضورؐ نے اسکو تمغہ عطا فرمایا ۔ اور مجھے پاکستان میں اسلامی قانون کو ناکام ہونے کا خطرہ بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے ۔کیونکہ

وہاں پر عدالتوں میں جھوٹ بہت زیادہ ہے ۔ گواہ جھوٹا ، وکیل جھوٹا ، پولیس افسر جھوٹا اور یہ کیوں ہے کہ اگر جھوٹ نہ ہو تو مقدمہ کوئی جیت بھی نہیں سکتا ۔ اور ہم سچ کیوں بولیں یہاں قانون بھی تو سچا نہیں ۔ گواہ جھوٹا مدعی جھوٹا مدعی علیہ جھوٹا اور پولیس افسر بد دیانت اور رشوت خور ہیں ۔ تو بتاؤ کہ کسطرح وہاں پہ اسلامی قانون کامیاب ہوگا ۔ تو جب ہر شخص دیانتداری سے کام نہیں کرے گا

آپ لوگ اس دیارِ مقدسہ میں رہتے ہیں ۔ کم از کم اللہ تعالیٰ سے دعا تو کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایسی اسلامی مملکت بنائے جو ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو ۔ اور میں آپکو خوشخبری دیتا ہوں کہ پاکستان اس راستہ پہ چل پڑا ہے ۔ اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسکو کامیاب بنائیں ۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

بقیہ : ارشادات

یہ کمال درجہ محبت انشاء اللہ بار آور ہوگی ۔ اور آپ کیلئے ذریعہ انعام و اکرام دنیا اور آخرت میں بن جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ فضلائے دار العلوم کو بالخصوص اور دیگر علماء کو بالعموم اور اس کے ممد و معاونین کو بہتر کامیابی اور فلاح نصیب فرما دے ۔ میرے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا اہل بنا دے ، بینائی واپس کر دے اور بصارت و بصیرت نصیب فرما دے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کے علم باعمل میں ترقی نصیب فرما دے ، اور اللہ تعالیٰ دنیا اور عقبیٰ کی کامیابی نصیب فرما دے ۔ میں چونکہ کمزور ہوں فی الحال سینہ میں طاقت نہیں کہ آپ کے خدمت میں زیادہ عرض کر سکوں ۔ (تقریر [illegible] اختتام [illegible])